Al-Mahdi Research Journal
Vol. 1, No. 1 (Jan-March 2020)

صحیح بخاری کی ضعیف کہی جانے والی احادیث کا درایتی جائزہ (دوم)

Tayyab ul Rehman[1]

Dr. Abul Hassan Shabbir[2]

Abstract:

The Hadith and Sunnah of the Holy Prophet (PBUH) is the basis of Islamic Shari'ah and in the same way that the Qur'an. Without the Hadith and Sunnah, the Qur'an cannot be understood, nor can the commands of God be followed. May Allah reward the good narrators with great diligence and perseverance, they put the sayings, instructions, habits and deeds of the Holy Prophet (saw) in writing and presented them to the Ummah in book form so that it would be easy and convenient for them to follow them. The hadith which is known as 'Sahih Bukhari' which has a prominent position in it contains only those hadiths which are absolutely Sahih. No weak narration can find its place in those who have their own hadith and Sunnah. Considering it an obstacle in the way of nefarious aims and wanting to weaken the Ummah from the Holy Prophet (saw), they continue to target and criticize the Hadith of the Holy Prophet (saw) in various ways. They have also started raising objections to make it unreliable Doubts have been dispelled by many scholars. This article mentions the hadiths of Sahih Bukhari on which some muhaddithin have raised the suspicion of being a theological weakness and has spoken on it has been submitted. And it is also divided into two parts. In the first part, the objections from 1 to 16 and their logical answers are discussed. In the second part, the objections from 17 to 32 and their logical answers are written.

Key words: Sahih Bukhari, muhaddithin, Shariah, narrator, Objection

تمہید:

صحیح بخاری و مسلم، قرآن مجید کے بعد وہ معتبر ترین کتب احادیث ہیں کہ جن پر کثیر مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ یہ صحیح ترین ہیں۔ قرآن کے بعد یہی وہ کتب ہیں کہ جن سے مسلمانوں کے ہاں استدلال کیا اور جنہیں حجت مانا جاتا ہے۔ ان کتب کے ابواب کے عنوانات ہی پڑھ لیے جائیں تو بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ ان میں شامل احادیث میں سے بیشتر کا تعلق نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد اور عام روزمرہ مسائل سے ہے۔ طب نبوی سے متعلق احادیث بھی ہیں۔ جمع قرآن کی تفصیلات بھی ہیں۔ مگر بدقسمتی سے ان ہزاروں احادیث کے بیچ تیس چالیس احادیث ایسی بھی ہیں، جن کی مراد ان میں واضح نہیں۔ انہیں سمجھنے کے لیے ہمیں شرح کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر مسلم کی رضاعت کبیر والی حدیث۔ اگر صرف حدیث پڑھی جائے تو لگتا ہے معاذ اللہ کیا بدترین بہتان ہے یہ، آقا صلی اللہ علیہ وسلم ایک بالغ داڑھی والے مرد کو دودھ پلانے کا حکم کیسے دے سکتے ہیں؟؟ گویہ حکم صرف سالم رضی اللہ عنہ کے لیے خاص اور برتن میں دودھ پلانے کا تھا، جو ہرگز شرمناک نہیں۔ صحیح بخاری کی امی عائشہ رضی اللہ عنہ والی حدیث کو لے لیجیے جس میں

---

[1] M.phil Islamic Studies, Email: tayyaburrehman157@gmail.com

[2] Assistant Professor, The Islamia University of Bahawalpur

ان کے پردے کے پیچھے غسل کا بیان ہے، جس میں انہوں نے اتمام حجت کے لیے ایک صاع پانی سے غسل فرمایا، مگر بیان اس طرح ہے کہ عام اذہان شبہات کا شکار ہو جاتے ہیں کہ ایسا کیونکر ممکن ہے۔

پھر چند آثار و احادیث حضور علیہ السلام کے ازدواجی تعلقات سے متعلق ہیں، جو publicly ڈسکس کیا جانا کسی بھی مسلمان کو پسند نہیں آتا۔ ناصرف ملحدین، بلکہ لا علم مسلمان بھی اسے "شرمناک" قرار دے کر لعن طعن شروع کر دیتے ہیں، کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ جس زمانے میں کتب احادیث کا علم عام نہ تھا، تب مسلمانوں کو ازدواجی معاملات کو سمجھنے کے لیے "کاماسوترا" کا سہارہ لینا پڑتا تھا۔ بعد میں علماء کرام کی کوششوں سے انہی آثار و احادیث کی مدد سے "آداب مباشرت" لکھی گئی تو پتا چلا کہ ان معاملات کے لیے شرعی احکام کیا ہیں۔ اگر یہ "شرمناک" آثار و احادیث نہ ہوتے تو آج بھی ہم "کاماسوترا" کو چاٹ رہے ہوتے اور ہندوؤں کے طریقے سے اولادیں پیدا کر رہے ہوتے۔

بہر حال، امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے غسل والی حدیث کا معاملہ یہ تھا کہ ایک صاع پانی میں غسل پر بہت سے اصحاب اعتراض کرنے لگے تھے کہ اتنی کم مقدار میں پانی سے غسل ممکن ہی نہیں، اس لیے اپنے بھائی اور بھانجے سے پردے میں رہتے ہوئے، اتمام حجت کے لیے خود اتنے ہی پانی سے غسل فرما دیا۔ اس قسم کے اعتراضات کے جوابات اس آرٹیکل کے حصہ اول میں دیئے جا چکے ہیں اور اس حصہ میں ان اعتراضات کے دوسرے حصے کو ذکر کر کے تحقیقی انداز میں جواجات پیش کر دیئے گئے ہیں۔

اعتراض نمبر.17:۔نسآؤ کم حرث لکم:

صحیح بخاری میں ہے کہ **:نسآؤ کم حرث لکم**" کی تفسیر عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمائی ہے کہ دبر زنی کرنی چاہیے اور یہ معنی ہیں "انی شئتم ،اعتراض یہ ہے کہ قرآن کہتا ہے اتاتون الرجال شھوۃ من دون النساء یہ صرف کفار کی عادت تھی فعل بد کرنا ۔ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔لہذا صحیح بخاری میں نسأ کم والی آیت کی تفسیر درست نہیں کی" ([3])

جواب:۔

نافع مولی ابن عمر سے کہا گیا کہ آپ کے بارے میں بہت کیا گیا ہے کہ آپ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عورتوں سے دبر زنی کا فتوی دیا۔ نافع نے کہا یہ لوگ میرے اوپر جھوٹ باندھتے ہیں لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں کہ حقیقت کیا ہے ایک دفعہ ابن عمر مصحف سے تلاوت کر رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے (نسا ؤ کم حرث لکم) فرمایا "اے نافع جانتے ہو اس آیت کا کیا معاملہ ہے؟ ہم اہل قریش اپنی عورتوں کے پیچھے سے آتے تھے (یعنی پیچھے سے لیکن بچہ پیدا کرنے کے مقام) جب ہم مدینہ آئے اور انصاری عورتوں سے نکاح کیا اور ان سے ایسا چاہا تو انہیں ناگوار گزرا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

"نسآو کم حرث لکم"([4])

---

[3]. الجامع الصحیح، کتاب التفسیر

[4]. صحیح الکبری للنسائی باب عشرۃ النساء رقم الحدیث 8978

اعتراض نمبر18:۔

لہو ولعب منافقوں، یہودیوں، نصرانیوں اور کافروں کا پیشہ مذکورہ ہوا ہے خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ومن الناس من یشتری لیضل عن سبیل اللہ" اللہ کے راستے دین سے روک رکھنے کا اصل مقصد یہی لہو ولعب گانے بجانا اور شیطانی بانسری کی چیزیں ہیں جن سے انسان دائرہ انسانیت میں بھی رہنے کے قابل نہیں ہوتا لیکن بخاری صاحب بے لگان اتہام نبی ﷺ پر لگاتے ہیں کہ "**زفت امراۃ الی رجل من الانصار**" پہنچائی گئی ایک عورت بذریعہ شادی ایک انصاری مرد کی طرف تو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اے عائشہ کیا کچھ ہے تمہارے پاس لہو یعنی گانے بجانے خوش گپیاں عیش ونشاط کی چیزوں سے "([5])

گانے بجانے کی توتیاں ربانے طیلے اللہ کے راستے سے روکنے کا سبب بنتے ہیں تو پھر کیا آپ ﷺ انصاریوں کو قرآن کے خلاف تربیت دیتے رہے تھے؟ اور کیا اپنے گھر بھی ایسی فحش چیزین اور لہویات رکھا کرتے تھے..([6])

جواب:۔

"لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو اس لئے بے ہودگی خرید تا ہے کہ بغیر علم کے اللہ کی راہ سے بہکا دے"۔ ([7])

اس آیت کے پیش کرنے کے بعد مصنف لہو ولعب گانا بجانا وغیرہ کو حرام قرار دے رہا ہے۔ کیا "**لھو الحدیث**"" بے ہودگی" سے مراد گانا بجانے ہے یعنی اس آیت میں تو صرف بے ہودگی کا ذکر ہے بانسری کا ذکر تو نہیں ہے اس کے ذیل میں حدیث پیش کرتے ہیں:

"**عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ انھا زفت امراۃ الی رجل من الانصار فقال..**"([8])

"عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ ایک دلہن کو ایک انصاری مرد (دلہے) کے پاس لے گئیں آنحضرت ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا عائشہ تمہارے ساتھ کچھ گانا بجانا تو تھا ہی نہیں (چپ چاپ دلہن کو لے گئیں) دیکھو انصار لوگ گانا بجانے سے خوش ہوتے ہیں"۔

نبی کریم ﷺ کے وقت میں جس چیز سے موسیقی کا استدلال لیا جاتا تھا وہ صرف دف تھا۔

الفاظ کتب احادیث میں درج ہیں۔ جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں ذکر فرمایا ہے کہ:

"عائشہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ: انصار کی ایک یتیم لڑکی کی شادی میں دلہن کے ساتھ گئی جب لوٹ کر آئی تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم نے دولہا والوں کے پاس جا کر کیا کیا ہم نے کہا سلام کیا اور مبارک باد دی آپ ﷺ نے فرمایا ایک گانا بجانے والی لونڈی کو

---

[5]. الجامع الصحیح، 2/775

[6]. قرآن مقدس: ص ۵۵، ۵۶، ۵۷

[7]. سورۃ لقمان 31/6

[8]. الجامع الصحیح، کتب النکاح رقم الحدیث 5162

کیوں ساتھ نہ لے گی جو دف بجاتی گاتی جاتی ہے میں نے عرض کیا کہ وہ کیا گاتی؟ آپ ﷺ نے فرمایا یوں گاتی "ہم آئے تمہارے گھر میں ہم آئے تمہارے گھر میں مبارک ہو ہم کو مبارک ہو تم کو بہت مبارک ہووے"۔

عظیم محدث علامہ ناصر الدین البانیؒ نے اپنی کتاب "تحریم الات الطرب "صفحہ 126 میں اس بات کو ثابت کیا ہے کہ موسیقی کے بغیر ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ اچھے اشعار پڑھا کرتے تھے۔

اعتراض نمبر.19:۔

کم سنی میں حضرت عائشہؓ کا نکاح:

قرآن کریم میں نکاح(شادی) کے لئے بلوغت کو شرط رکھا گیا ہے "حتی اذا بلغوا نکاح" کی نص خود اللہ کے رسول ﷺ پر نازل ہوئی۔ لیکن امام بخاریؒ آپ ﷺ کا نابالغ لڑکیوں کے ساتھ جنسی میلاپ ذکر کرتے ہیں۔"**ان النبی ﷺ تزوجھا وھی بنت ست سنین وبنٰی بھا وھی بنت تسع**""حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ آپ ﷺ کی شادی ہوئی تو ان کی عمر چھ سال تھی جب رخصتی ہوئی تو نو سال کی تھی"۔(9)

جواب:۔

مصنف نے بلوغت کی عمر ہی کو نکاح کے لئے شرط ٹھہرایا دراصل نکاح کی کئی وجوہات ہوتی ہیں ایک تو آدمی نکاح کرتا ہے اپنے دامن کو پاک و صاف رکھنے کے لئے دوسرے حصول اولاد کے لئے عرب معاشرے میں لڑکی جلد بالغ ہو جایا کرتے ہے جیسا کہ امام دار قطنیؒ اپنی سنن میں ذکر فرماتے ہیں کہ:

"عباد بن عباد مہلبی کہتے ہیں میں نے اپنی قوم میں ایک عورت کو پایا جو اٹھارہ سال کی عمر میں نانی بن گئی اس نے ایک بیٹی کو جنم دیا نو سال کی عمر میں اور اس بیٹی نے بھی نو سال کی عمر میں جنم دیا اس طرح وہ اٹھارہ سال کی عمر میں نانی بن گئی"۔ (10)

اس کے علاوہ بھی بے شمار واقعات ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ عورت نو سال کی عمر میں بالغ ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ موجودہ دور میں اس کی مثال ہے روزنامہ (THE DAWN) 29مارچ1966 میں خبر شائع ہوئی کہ افریقہ میں ایک 8 سالہ بچی حاملہ ہوئی اور نو سال کی عمر میں اس نے بچہ جنم دیا۔

اعتراض نمبر.20:۔

نبی ﷺ کا حضرت عائشہ کے حجرہ کی طرف اشارہ کرنا:

---

[9]۔ قرآن مقدس:ص،۵۷،۵۸

[10]۔ دار قطنی کتاب النکاح رقم الحدیث 3836

قرآن پاک میں اہل بیت نبوی کی فضیلت مین کئی آیات اور سورتیں نازل ہوئی ہیں اور خاص کر عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کو یہ شرف حاصل ہے کہ نزول قرآن آپ ﷺ کے بستر راحت نازل پر ہوا۔ اور "**لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا**"

دوسری بات

"باب ماجاء فی بیوت ازواج النبیﷺ وما نسب من البیوت الیهن"
(بخاری 438/1) کے تحت الباب کہتے ہیں:

"قال النبیﷺ خطیبا فاشار نحو مسکن عائشه رضی الله تعالیٰ عنها فقال هاهنا الفتنة ثلاث من حیث یطلع قرن الشیطان"

آپ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہیں سے فتنہ اٹھے گا تین مرتبہ فرمایا.....ام المؤمنین کو فتنہ باز ثابت کرنے کے لئے " نحوسکن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جملہ غلط کردیا. ([11])

جواب:۔

امام بخاریؒ نے اس حدیث مبارکہ کو کئی مقامات پر درج فرمایا ہے: مثلاً

کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس و جنوده رقم الحدیث 3279

کتاب المناقب باب 5 رقم الحدیث 3511

کتاب الطلاق باب الاشارة فی الطلاق والامور رقم الحدیث 5296

کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ الفتنة من قبل المشرق رقم الحدیث 7092

ان ابواب میں امام بخاریؒ نے اس حدیث کو کہیں مفصل اور کہیں اختصار سے ذکر فرمایا ہے۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں:

"قال النبیﷺ خطیبا فاشار نحو مسکن عائشه رضی الله تعالیٰ هاهنا الفتنة ثلاثا. من حیث یطلع قرن الشیطان"([12])

---

[11]۔ قرآن مقدس: ص ۵۹

[12]۔ الجامع الصحیح، کتاب فرض الخمس ماجاء بیوت ازواج النبی ﷺ وما نسب من البیوت الیهن رقم الحدیث 3104

نبی ﷺ نے کھڑے کھڑے خطبہ کی حالت میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے (یعنی پورب کی طرف) تین بار ارشاد فرمایا ادھر ہی سے فتنے نکلیں گے یہیں سے شیطان کا سر نمودار ہو گا۔

دوسری حدیث صحیح بخاری میں کچھ اس طرح سے ہے:

"عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ سمع رسول اللہ ﷺ وهو مستقبل المشرق يقول، الا ان الفتنة هاهنا من حيث يطلع قرن الشيطان" (13)

"ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ پورب (مشرق) کی طرف من کئے ہوئے تھے فتنہ ادھر سے نمودار ہو گا جہاں سے شیطان کی چوٹی نکلتی ہے"۔

رسول اللہ ﷺ نے یوں دعا فرمائی یا اللہ ہمارے ملک شام میں برکت دے یا اللہ ہمارے یمن میں ملک میں برکت دے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یہ بھی فرمایئے ہمارے نجد کے ملک میں آپ نے پھر یہی دعا کی یا اللہ ہمارے ملک شام میں برکت دے یا اللہ ہمارے یمن میں ملک میں برکت دے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یہ بھی فرمایئے ہمارے نجد کے ملک میں میں سمجھتا ہوں تیسری بار جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا (نجد کے لئے بھی دعا فرمایئے) تو آپ ﷺ نے فرمایا وہیں تو زلزلے آئیں گے فتنے پیدا ہونگے وہیں سے شیطان کی چوٹی نمودار ہو گی۔ (14)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"میں نے دیکھا کے رسول ﷺ عراق کی طرف اشارہ کرکے فرماتے ہیں: خبردار! بے شک فتنہ یہاں سے نمودار ہوگا خبردار بلا شبہ فتنہ یہاں سے نمودار ہوگا۔آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ دہرائی۔ یہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔ (15)

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

"کفر کا سرچشمہ مشرق ہے"۔(16)

معلوم ہوا کہ نبی کریم کا اشارہ مشرق کی طرف تھا۔ لہٰذا حدیث پر درایتی ضعف فضول ہے۔

---

[13]۔ الجامع الصحیح، کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ الفتنة من قبل المشرق رقم الحدیث 7093

[14]۔ الجامع الصحیح، کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ الفتنة من قبل المشرق رقم الحدیث 7094

[15]۔ احمد 2/143 ابن ابی شیبہ 12/185

[16]۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب تفاضل اھل الایمان فیہ، رقم الحدیث 52

اعتراض نمبر.21:۔

بخاری کی ایک اور روایت جس میں راویان حدیث کی کئی تخریب کاریاں ہیں۔ کہ دو مرتبہ تو مجھے خواب میں دکھائی گئی کوئی ایک مرد ہے جو تجھے ریشمی ٹکڑے میں اٹھالایا. اب اس بات کو بھی رہنے ہی دیجئے کہ کوئی مرد غیر محرم صدیقہ کی تصویر کو کس طرح اٹھالایا؟ اگر فرشتہ ہوتا تو آپ ﷺ ضرور فرماتے کہ وہ مرد جبریل تھا؟ اور اس کو بھی رہنے دیجئے کہ تصویر کشی کرنے والوں پر آپ ﷺ نے لعنت کیوں فرمائی۔ نبی کریم ﷺ کا خواب یقیناً وحی ہوتا تھا پھر آپ ﷺ نے وحی کے اندر اگر کی قید کیوں لگائی؟

جواب:۔

معترض کا اعتراض کہ کوئی مرد غیر محرم صدیقہ کی تصویر کو کس طرح اٹھالایا۔ آپ ﷺ نے تصویر کشی کرنے والوں پر لعنت کیوں فرمائی اگر اللہ کی طرف سے تھی تو تصویر کشی جائز ہوتی؟ ان تمام باتوں کا اتنا جواب کافی ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کا خواب تھا۔

کوئی مرد غیر محرم صدیقہ کی تصویر۔ اگر فرشتہ ہوتا تو آپ ﷺ ضرور فرماتے۔

احادیث ایک دوسرے کی شرح کرتی ہیں اور اس حدیث کو امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں پانچ مقامات پر ذکر کیا ہے لیکن خائن مصنف نے ایک جگہ سے ٹکڑا نقل کر کے حدیث میں شک پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تصویر اٹھالانے والا یقیناً فرشتہ ہی تھا۔([17])

"عن عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا قالت: قال لی رسول اللہ ﷺ اریتک فی المنام یجیء بک الملک فی سرقة من حریر، فقال لی: ھذہ امراتک فکشفت عن وجھک الثوب فاذا انت فقلب ان یک ھذا من عنداللہ یمضہ"

اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ وہ فرشتہ تھا۔

دوسرا یہ کہ کیا اس وقت تصویر حرمت کا حکم آچکا تھا؟

تیسرا یہ کہ اسلام نے ایک نظر دیکھنے کی اجازت دی ہے۔

اعتراض نمبر22:۔

اونٹوں کے پیشاب سے علاج:

"قران پاک میں مسلمانوں کے لئے حرام اور پلید چیزوں کے استعمال سے دور رہنے کا حکم ہے اور حلال طیب استعمال کرنے کا حکم دیا ہے اور نبی کریم ﷺ نے حرام یشیاء سے دور رہنے کا حکم دیا ہے۔ نجس اور پلید اشیاء کو ان پر حرام الاستعمال کہا لیکن بخاری میں ایک اور جھوٹی روایت ہے جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے اونٹوں کے پیشاب پینے کا حکم دیا۔([18])

---

[17] ۔ الجامع الصحیح، کتاب النکاح باب النظر الی المراۃ قبل التزویج رقم الحدیث 5125۔

جواب:۔

اس حدیث مبارکہ کا تعلق (میڈیکل) سے ہے اسے حدیث کی حکمت کیسے معلوم ہو گی حکمت تو اسے ملے گی جو قرآن و حدیث کو من و عن تسلیم کرے گا۔اس حدیث کو امام بخاریؒ نے اپنی مایہ ناز کتاب[19] پر ذکر فرمایا ہے:۔

"عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ناسا کان بھم سقم قالوا: یا رسول اللہ ﷺ آونا و اطعمنا"

"انس رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا مدینے میں کچھ لوگوں کو (پیٹ کی) بیماری ہو گئی ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم کو رہنے کا ٹھکانہ بتلائیں اور ہمارے کھانے پینے کا بندوبست کر دیجئے جب وصحت یاب ہو گئے تو کہنے لگے مدینے کی آب و ہوا غلیظ ہے آپ نے ان کو حرہ میں اتارا (ایک جگہ کا نام ہے) وہاں صدقے کے اونٹ رہا کرتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا دودھ پیا کرو"۔

(دوسری حدیث میں ہے کہ اونٹنی کا دودھ اور پیشاب پیا کرو) یہ وہ حدیث ہے جس کو مصنف تنقید کا نشانہ بنا رہا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حدیث ہمارے لئے باعث فخر ہے اگر ہم اس حدیث پر غور کرتے ہیں تو 1400 سال پہلے نبی کریم ﷺ نے جو علاج تجویز کیا آج (Medical Science) اس کو کرتی ہے الحمد اللہ جو لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تھے ان کا تعلق قبیلہ "عکل اور عرینہ سے تھا ان کو استسقاء کی بیماری ہو گئی تھی یعنی ان کے پیٹ میں یا پھیپھڑوں میں پانی بھر گیا تھا جدید طبی اصطلاح میں اس بیماری کو (Ascites) ایسا سٹیڈیز کہا جاتا ہے۔اور اس بیماری میں اونٹنی کا پیشاب مؤثر ہے ڈاکٹر خالد غزنوی اپنی کتاب "علاج نبوی ﷺ اور جدید سائنس" میں لکھتے ہیں:

گوجرانوالہ سے چار سال کا ایک بچہ گردوں اور جگر کی خرابی کی وجہ سے میو ہسپتال لاہور کے بچہ وارڈ میں زیر علاج تھا بچے کے پیٹ میں سے کئی بار پانی نکالا گیا اور کورٹی سون کی گولیوں کے مسلسل استعمال سے اس کی حالت قابل رحم تھی۔وہ پہلا مریض تھا جس کو ارشاد نبوی ﷺ کی تعمیل میں اونٹنی کا دودھ اور پیشاب پلایا گیا۔(اس بچے کے اونٹنی کے دودھ اور پیشاب پینے کی وجہ سے) ایک ماہ میں پیٹ بالکل صاف ہو گیا۔دوسرے ماہ کمزوری جاتی رہی اور جلد ہی صحت یاب ہو گیا۔(20)

نبی کریم ﷺ کی حدیث اس بچے کے لئے باعث رحمت ہوئی جس سے وہ بچہ مستفید ہوا اگر ہم اس بچے یا ان کے والدین سے پوچھیں تو یقیناً وہ یہ کہے بغیر نہ رہیں گے کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث تو ہمارے لئے معجزہ بن گئی۔اور واقعتاً ایسا ہی ہے۔

اعتراض نمبر.23:۔

---

[18]۔ قرآن مقدس: ص ۶۴

[19]۔ الجامع الصحیح، کتاب الطب باب الدواء بالبان الابل رقم الحدیث 5685

[20]۔ جلد 3 ص 305

نبی ﷺ کا ایک عورت سے نکاح کرنا:

امام بخاری حدیث لائے ہیں کہ آپ ﷺ کا ایک عیاش عورت سے نکاح کرنے کی کوشش کرنا ثابت ہو رہا ہے۔مزید لکھتا ہے۔یعنی وہ کافرہ اور کافر کی بیٹی تھی۔ مزید لکھتا ہے: نعوذ باللہ عورت پر اتنا فریفتہ ہوگئے اس کی شہرت حسن سن کر۔ تو اس نخوت زادی نے کتنی کمینہ واری سے جواب دیا کہ تیرے ایسے بازاری کو میری جیسی ملکہ کس طرح اپنا نفس دے سکتی ہے۔ ([21])

جواب:۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی ایملا والی عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا وآخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے" ([22])

"جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ پیش کر سکیں تو انہیں اسّی کوڑے لگاؤ اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو یہ فاسق لوگ ہیں" ([23])

رہی بات کہ وہ عورت کون تھی اور نبی کریم ﷺ کا اس سے کیا تعلق تھا؟ تو اس کا جواب طبقات ابن سعد میں ہے کہ نعمان بن ابی الجون الکندی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اسلام کی حالت میں کہا یا رسول اللہ ﷺ میں عرب کی بہت خوبصورت بیوہ سے آپ کی شادی نہ کردوں جو اپنے چچازاد کی بیوی تھی اور وہ فوت ہو گیا تو وہ آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہے (وہ بیوہ نعمان کی بیٹی تھی) نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں تو اس نے کہا کہ کسی کو بھیج دیجئے اسے لانے کے لئے۔ تو نبی کریم ﷺ نے ابواسید رضی اللہ تعالی کو بھیج دیا (جو اس حدیث کے راوی ہیں)۔یعنی کہ وہ عورت نبی کریم ﷺ کی بیوی بن چکی تھی اسلئے کہ اس کے باپ نے اسے نبی کریم ﷺ کو اس کی رغبت کی بناء پر پیش کیا اور نبی کریم ﷺ نے قبول کیا۔

رہا اعتراض کہ نبی کریم ﷺ نے یہ کیوں کہا کہ (اپنا نفس مجھے ہبہ کردے) تو یہ صرف تالیف قلبی کے لئے کہا تھا۔جبکہ سوقة بازاری کو نہیں بلکہ رعایا کے کسی ایک فرد یا کثیر الافراد کو کہتے ہیں۔یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس عورت نے ایسا کیوں کہا اور اس کے بعد یہ بھی کہا (**اعوذ باللہ منک**) میں تم سے اللہ کی پناہ میں آتی ہوں۔اس لئے کہ وہ عورت نبی کریم ﷺ کو نہیں جانتی تھی کیا نبی کریم ﷺ کو نہ جاننے سے کفر لازم آتا ہے۔ ہرگز نہیں۔لیکن مصنف کہتا ہے (وہ کافرہ اور کافر کی بیٹی تھی)۔

---

[21]۔ قرآن مقدس: ص69 تا72

[22]۔ النور24/23

[23]۔ النور24/4

ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا.... جس نے کسی شخص کو کفر کے ساتھ پکارا (یعنی کافر کہا) یا کہا اے اللہ کے دشمن اور وہ ایسا نہیں (جسے پکارا گیا) تو یہ قول کہنے والے پر ہی لوٹ آئے گا۔ ([24])

نبی کریم ﷺ کے دور میں ایسے لوگ موجود تھے جو نبی کریم ﷺ کو نہیں جانتے تھے جیسا کہ وہ عورت جسے نبی کریم ﷺ نے صبر کی تلقین کی اور اس نے جھڑک دیا لیکن پتہ چلنے پر کہ نبی کریم ﷺ سے معذرت کرنے چلی آئی۔ ([25])

عورت کا نبی کریم ﷺ کو نہ جاننے کی دلیل صحیح بخاری میں موجود ہے کہ اس عورت سے کہا گیا کہ تم جانتی ہو کہ یہ کون ہیں؟ تو اس نے کہا: نہیں۔ ([26])

اعتراض نمبر.24:۔

حدیث حوض کوثر:

قرآن مقدس کا مصداق جتنا صحابہ کرام کی سیرت پاک ہے اتنا سوائے آپ ﷺ کے سوا اور کوئی ہو یہ ممکن نہیں......اس کے بالکل برعکس امام بخاریؒ کے روایت کے نزدیک صحابہ کرام کی جماعت معاذاللہ مرتد ہونیکی حالت میں اللہ کے حضور پیش ہونگے۔"**ان ناسا من اصحابی یو خذ بھم ذات الشمال فاقول اصحابی**" "میرے محبوب اور پیارے صحابہ کی جماعت کو گرفت میں لیا جائے گا تو میں کہوں گا یہ تو میرے پیارے ہیں تو مجھے کہا جائے گا جب سے ان سے جدا ہو کر دنیا سے چلا گیا تھا یہ برابر مرتد ہی ہوتے رہے تھے۔" ([27])

جواب:۔

"**قال النبی ﷺ: انا فرطکم علی الحوض لیو فعن الی رجال منکم۔**"[28]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مین کوثر پر تم لوگوں کا پیش خیمہ ہونگا۔ اور تم میں سے کچھ لوگ مجھ تک اٹھائیں جائیں گے (میرے پاس لائے جائیں گے) جب میں ان کو (پانی) دینے کے لئے جھکونگا تو وہ ہٹا دیئے جائیں گے میں عرض کرونگا پروردگار یہ تو میرے اصحاب ہیں ارشاد ہوگا تم نہیں جانتے کہ انہوں نے جو جو (دین میں) نئی باتیں تمہارے بعد نکالیں"۔

---

[24]۔ مسلم بن حجاج النیسابوری، صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال ایمان من رغب عن ابیہ وھو یعلم رقم الحدیث 61

[25]۔ الجامع الصحیح، کتاب الاحکام باب ماذکر ان النبی ﷺ لم یکن لہ بواب رقم الحدیث 7154

[26]۔ الجامع الصحیح، کتاب الاشربۃ باب الشرب من قدح النبی ﷺ وآنیتہ رقم الحدیث 5637

[27]۔ قرآن مقدس: ص ۷۵،۷۶

[28] صحیح بخاری کتاب الفتن باب ماجاء فی قول واتقوا فتنۃ لا تصیبن 7049

حدیث پر غور فرمایئے کہ ان لوگوں کو جب نبی کریم ﷺ کے سامنے لایا جائے گا تو نبی کریم ﷺ ارشاد فرمائیں گے "اصحابی" یعنی میرے اصحاب، اصحاب سے کیا مراد ہے؟ یہ کون لوگ ہیں؟ امام مسلم نے اپنی صحیح میں یہ حدیث ذکر کی کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ اپنی امت میں سے بعد میں آنے والوں کو کیسے پہچانیں گے؟ فرمایا کہ مجھے بتاؤ اگر کسی کی سفید چمکتی پیشانی اور سفید ٹانگوں والا گھوڑا سیاہ گھوڑوں کے درمیان تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو نہیں پہچانے گا۔ صحابہ نے جواب دیا کیوں نہیں! فرمایا: وہ لوگ آئیں گے اور ان کے اعضاءِ وضو چمک رہے ہونگے۔"[29]

اگر کسی مسئلے پر امام ابو حنیفہ فتوی دیتے ہیں تو کتب شروحات اور کتب فقہ میں اس طرح لکھتا ہوتا ہے: "**الیہ ذھب اصحاب ابی حنیفہ**" کہ اسی طرف ابو حنیفہ کے اصحاب گئے۔

اس سے مراد صرف وہ نہیں جو امام ابو حنیفہ کے وقت کے تھے بلکہ اصحاب سے مراد ہر زمانہ میں ہر وہ شخص ہے جو امام ابو حنیفہ کی رائے کو مانتا ہے۔ اسی طرح سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ میرے اصحاب میرے سامنے لائیں جائی گے اس سے مراد صرف صحابہ رضی اللہ عنہم نہیں بلکہ نبی ﷺ کی امت کے وہ لوگ بھی ہیں جو بعد میں آئینگے۔ لہٰذا اس حدیث کا بیان کردہ اعتراض کم فہمی ہے

اعتراض نمبر25:۔

پانچ جانوروں کے قتل کا حکم:

قرآن مقدس میں بیان ہوا کہ جو شئے مسلمانوں کے لئے ضرر رساں ہو اس سے کبھی نفع کی توقع نہ ہو تو اس کو مٹا دیا جانا چاہیے اسی رسول اللہ ﷺ نے پانچ جانوروں کے بھی قتل کر دینے کا حکم دے دیا اور فرمایا: اقتلوا الخمس لافو سقۃ۔ لیکن امام بخاری ایک قصہ نقل کرتے ہیں۔ جس میں ایک پیغمبر کا اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے والے جانداروں کو قتل کرنا ثابت ہے: کہ اللہ کے ایک نبی کو ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تو انہوں نے چیونٹیوں کا پورا استھان جلوا دیا۔ ([30])

جواب:۔

"اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا اللہ کی آیات کو جھٹلائے۔ ایسے ظالموں کو کامیابی نہ ہو" ([31])

قرآن کریم موسیٰؑ کا قصہ ذکر کرتا ہے کہ جب موسیٰؑ نے خضرؑ سے ملاقات کی تو:

---

[29] صحیح مسلم کتاب الطھارہ باب استحباب اطالۃ والتحجیل فی الوضوء رقم الحدیث 249

[30]۔ قران مقدس...ص82-81

[31]۔ الانعام 6/21

"چنانچہ وہ دونوں پھر چل کھڑے ہوئے حتیٰ کہ ایک لڑکے کو ملے جسے خضرؑ نے مار ڈالا موسیٰؑ نے کہا تم نے ایک بے گناہ شخص کو مار ڈالا جس نے کسی کا خون نہ کیا تھا" (32)

اس آیت مبارکہ مین خضرؑ سے ایک قتل کا ذکر ہے کہ وہ نفساز کہ یعنی بغیر کسی جرم کے اس شخص کو قتل کر ڈالا اب مصنف اس آیت کے بارے میں کیا کہے گا؟لازماً کوئی تاویل کرے گا۔تو جس طرح قرآن کو سمجھنے کے لئے اچھے گمان کی ضرورت پڑتی ہے بالکل اسی طرح حدیث کو سمجھنے کے لئے بھی اچھے گمان کی ضرورت پڑے گی۔وہاں تو محض چونٹیاں تھیں۔

ان تمام معاملات کا تعلق انبیاء کے ساتھ خاص تھا چیونٹیاں کو جلانے کے بعد اللہ کی یہ منشاء ہے کہ اس نے آئندہ ممانعت صادر فرمادی اس سے پہلے ان کی شریعت میں ممانعت نہیں ہوگی یہ عین ممکن ہے دوسری بات یہ ہے کہ اللہ کی بات میں کیا حکمت ہے یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کیونکہ جب ہم موسیٰؑ اور خضرؑ کے واقعے کی طرف نگاہ ڈالتے ہیں تو وہاں بھی ہمیں حکمتیں ہی نظر آتی ہیں لہٰذا ایمان لانا ہمارا کام ہے کھوج لگانا یہ صرف شیطان کا وسوسہ ہے۔

اعتراض نمبر.26:۔

جنات کے ذریعے آسمانون کی خبریں سننا:

قرآن مقدس کے نزول سے قبل تو شیاطین الجن کو کوئی آسمانی خبر فرشتوں کی آپس میں گفتگو کے ذریعہ آدھی پونی سن لی جاسکتی تھی مگر نزول قرآن کے بعد ان کے لئے اللہ نے شہاب ان کو بھسم کرنے والے مقرر کر دیئے...... قرآن میں ہے"**واناکنا نقعد منھا مقاعد للسمع فمن یستمع الآن یجدلہ شھا بار صدا**"اور سطح آسمان کے قریب کچھ ٹھکانوں میں سننے کے لئے جا بیٹھتے تھے پس جو وہاں سننے کے لئے پہنچے تو اپنے لئے ایک شعلہ جلا دینے والا تیار پاتا ہے یعنی اب کسی جن کا پہلے کی طرح سننا ممکن نہیں رہا۔

لیکن امام بخاریؒ نزول قرآن کے بعد بھی اس کے قائل ہیں کہ جن شیاطین اب بھی کوئی نہ کوئی فرشتوں کی بات سن کر اپنے کاہن مریدوں کو بتادیتے ہین اس لئے کاہنوں کی وہ بات سچی ثابت ہوتی ہے اور اسی سچی بات میں اور جھوٹ ملا لیتے ہیں....

"ان المئکۃ تنزل فی العنان وھو االسحاب"(33)

امام بخاری ل نے احادیث جمع کیں مگر سورہ الجن، سورہ الحجر، سورۃ الصفت، کی طرف نہ غور کیا(34)

جواب:۔

امام بخاریؒ کی روایت کردہ حدیث اس طرح ہے۔

---

[32] ۔ الکھف 18/74

[33] ۔ الجامع الصحیح، کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ، 456

[34] ۔ قرآن مقدس: ص 84-83

"انها سمعت رسول اللہ ﷺ ان المئکة تنزل فی العنان ھو السحاب فتذ کر الا مر قضی فی السماء.(35)

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے بادل میں فرشتے اترتے ہیں اور آسمان میں اللہ کے جو احکامات صادر ہوئے ان کا ذکر کرتے ہیں، شیطان کیا کرتے ہیں؟ چپکے سے باد پر جا کر فرشتوں کی باتیں اڑا لیتے ہیں اور اپنے پجاریوں کو خبر دیتے ہیں اور پجاری ایک سچی بات میں سو باتیں جھوٹ اپنے باد سے ملا دیتے ہیں"۔

(ا)ایک اصول ہے کہ عدم ذکر سے عدم وجود لازم نہیں آتا یعنی کسی چیز کے ذکر نہ کرنے سے کسی چیز کا نہ ہونا لازم نہیں آتا اس حدیث میں یہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ ان کو شہاب سے مار نہیں پڑتی بلکہ ایک اور حدیث ہے جس میں صراحتاً ذکر ہے کہ وہ جاتے ضرور ہیں آسمان کی طرف مگر ان کو وہاں مار پڑتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"ایک مرتبہ آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ دفعتاً ایک ستارا ٹوٹا اور روشنی ہو گئی آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا کہ دور جاہلیت میں جب ایسا واقعہ ہوتا تو تم کیا کہتے تھے؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہنے لگے کہ ہم تو یہی کہتے تھے کہ کوئی بڑا آدمی مر گیا یا پیدا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کسی کی زندگی یا موت سے نہیں ٹوٹتا بلکہ ہمارا رب کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو حاملان عرش تسبیح کرتے ہیں پھر آسمان والے فرشتے جو ان کے قریب ہوتے سبحان اللہ کہتے ہیں۔ حتی کہ سبحان اللہ کی آواز اس آسمان تک پہنچتی ہے پھر چھٹے آسمان والے ساتویں آسمان والوں سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا کہا وہ انہیں خبر دیتے ہیں یعنی اسی طرح ہر نچلے آسمان والے اوپر آسمان والوں سے پوچھتے ہیں حتی کہ یہ خبر آسمان دنیا تک پہنچتی ہے اور شیطان اچک کر سننا چاہتے ہیں تو ان کو مار پڑتی ہے اور وہ کچھ بات سن کر اپنے یاروں (کاہنوں) پر ڈال دیتے ہیں وہ خبر تو حق ہوتی ہے مگر وہ اسے بدل اور گھٹا بڑھا دیتے ہیں۔(36)

اس حدیث کے بیان سے معلوم ہوا کہ شیاطین خبر لینے جاتے ضرور ہیں لیکن ان کو مار پڑتی ہے لہٰذا پچھلی حدیث میں صراحت نہ تھی لیکن دوسری حدیث نے مکمل وضاحت کر دی۔ قرآن کریم میں بھی اس بات کا اشارہ ملتا ہے۔(37)

"قہ ملا اعلی کی باتیں سن ہی نہیں سکتے اور ہر طرف سے ان پر (شہاب) پھینکے جاتے ہیں تا کہ وہ بھاگ کھڑے ہوں اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے تاہم اگر کوئی ایک بات لے اڑے تو ایک تیز شعلہ تعاقب کرتا ہے"۔

اعتراض نمبر.27:-

سورۃ اخلاص:

قرآن مقدس کی ایک سورت ہے جو اخلاص کے نام سے مشہور ہے یعنی:

---

[35]۔ الجامع الصحیح، کتاب بدء الخلق باب ذکر الملئکۃ۔ رقم الحدیث 3210

[36]۔ سنن الترمذی کتاب التفسیر باب ومن سورۃ سبا رقم الحدیث 3224

[37]۔ الصافات 37/10-8

"قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد و لم یکن لہ کفوا احد" اسی سورت کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ سورۃ اخلاص، تعدل ثلث قرآن۔ کہ سورۃ اخلاص پورے قرآن کی تہائی کے برابر ہے۔

"قال النبی ﷺ ایعجز احد کم ان یقرء ثلث القرآن فی لیلۃ" (38)

یعنی "**قل ھو اللہ احد اللہ الصمد**" الخ کے بجائے سورت اخلاص یوں ہے،، **اللہ الواحد الصمد** اور یہی ثلث القرآن ہے۔ (39)

جواب:۔

معترض اپنی تحریر میں "**قل ھو اللہ احد**" کا نام سورہ اخلاص لیتا ہے۔ قرآن کریم نے یہ نام کہیں بھی ذکر نہیں کیا۔ نبی کریم ﷺ کا فرمانا "**اللہ الواحد الصمد**" سے ہر گز مراد سورۃ اخلاص کی آیت نہیں ہے بلکہ بلکہ **قل ھو اللہ احد** سورۃ کا نام ہے۔

ہر سورۃ کے مختلف نام ہیں مثلاً سورۃ فاتحہ ہی کو لے لیں پوری سورۃ میں فاتحہ کے لفظ نہیں ہے تو کیا ہم یہ سمجھیں کہ نام رکھنے والے نے زیادتی کی ہے۔(سورتوں کے نام نبی کریم ﷺ سے ہی ثابت ہیں) ایسا کچھ نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ نے ہی "**الحمد اللہ**" سورۃ کا نام سورۃ فاتحہ، سورۃ حمد، سبع مثانی وغیرہ رکھا ہے بالکل اسی طرح سے سورۃ اخلاص یعنی **قل ھو اللہ احد** کا نام بھی نبی کریم ﷺ نے ہی رکھا یعنی اس سورۃ کو "**اللہ الواحد الصمد**" بھی کہا جاسکتا ہے کیونکہ یہ سورۃ کا نام ہے۔

اعتراض نمبر 28:۔

حدیث مہاجرین:

قرآن پاک کی سورۃ سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "**فما لکم فی لمنافقین فئتین واللہ ارکسم بما کسبوا**" یہ آیت ان لوگوں کے خلاف نازل کی گئی جو مدینہ سے باہر مختلف قبائل میں سے مسلمان ہوگئے تھے ان سے کہا گیا تھا کہ وہاں سے ہجرت کر کے مدینہ آجاؤ تاکہ اسلام کو اچھی طرح سمجھ لو اور صحیح معنوں میں اسلامی زندگی جان جاؤ۔

امام بخاریؒ نے فرمایا کہ یہ آیت منافقین مدینہ عبداللہ ابن ابی ابن سلول کے متعلق نازل ہوئی. "**حتی یھا جرو افی سبیل اللہ**" سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ باہر کے لوگ ہونگے۔ (40)

جواب:۔

---

[38]۔ الجامع الصحیح، کتاب فضائل القرآن، 750

[39]۔ قرآن مقدس، ص 99

[40]۔ قرآن مقدس، ص 102-100

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ:

"(مسلمانوں) تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم منافقں کے بارے میں دو گروہ بن گئے"([41])

کتب احادیث میں اس کا شان نزول کچھ اس طرح سے بیان ہوا ہے۔ زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ احد کی طرف نکلے تو کچھ لوگ (منافقین) آپ ﷺ کو چھوڑ کر مدینہ واپس آ گئے۔ ان واپس ہونے والوں کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دو گروہ ہو گئے ایک کہتا تھا کہ ہم ان سے (بھی) لڑائی کرینگے اور دوسرا کہتا تھا کہ ہم ان سے لڑائی نہیں کرینگے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔([42])

آیت نمبر 89 **حتی یھا جروافی سبیل اللہ**۔ کے شان نزول پر بھی غور کرنا ضروری سمجھتا ہوں یہاں اس بات کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ منافقوں میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو مدینہ کے ارد گرد آباد قبائل سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ لوگ مسلمانوں سے خیر خواہی اور محبت کا اظہار ضرور کرتے تھے مگر عملی طور پر اپنے ہم وطن کافروں کا ساتھ دیتے تھے یا دینے پر مجبور تھے۔ ان کے لئے معیار یہ مقرر کیا گیا اگر وہ ہجرت کر کے تمہارے پاس مدینہ آ جائیں اور تمہارے ساتھ شامل ہو جائیں تو اس صورت میں تم انہیں سچا بھی سمجھو اور اپنلا رد بھی۔ اگر وہ اسلام کے خاطر اپنا گھر بار چھوڑنے کی قربانی دینے پر تیار نہیں تو تم ان پر ہر گز اعتماد نہ کرو اور انہیں اپنا دوست مت بناؤ۔

اعتراض نمبر.29:۔

"والذین تبوؤ والدار والا یمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم ولا یجدون فی صدور ھم حاجۃ"(9/59) یہ پوری آیت سابقہ آیت پر معطوف ہے۔ اور دونوں آیتوں میں مال فئی کے مصرف کا بیان ہے کہ ضرورت من مہاجرین اور ضرورت مند انصار اس مال کا مصرف ہیں۔۔۔ ان میں سے کسی آیت کے ٹکڑے کے ساتھ اور کسی قصہ کا تعلق نہ ہے۔ امام بخاریؒ ایک صفحہ کا تعلق ہے **"ویوٴثرون علی النفسھم"** کا شان نزول قرار دیتے ہیں۔۔۔

مقصد آیت کا کچھ تھا لیکن امام بخاریؒ نے آیت کی تقطیع کر کے ہر ہر ٹکڑے کو الگ کر کے مضمون قرآن کو منتشر کر دیا صحیح بخار 535 کتاب المناقب میں وہ قصہ ذکر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک مہمان کو ایک صحابی میزبان بن کے لے گیا وہ میاں بیوی دونوں چراغ بجھا کر خالی چپکارے مارتے رہے کہ گویا وہ بھی کھا رہے ہیں اسی طرح مہمان نے سیر ہو کر کھا لیا صبح کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رات کو جو تم نے کیا تھا اس پر اللہ نے **"ویوٴثرون علی انفسھم"** آیت کا ٹکڑا نازل فرمایا ہے۔

جواب:۔

اگر آیت مبارکہ پر غور کرتے ہیں تو سورۃ حشر کی آیت 9 میں مال فئی کے ساتھ ساتھ ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی ذکر ہے جو مہاجرین تھے اور ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی جو کہ انصار تھے۔ مصنف جو اعتراض صحیح بخاری کی حدیث پر کر رہا ہے کہ

---

[41]۔ نساء4/88

[42]۔ الجامع الصحیح، کتاب التفسیر کتاب المغازی، صحیح مسلم کتاب صفۃ المنافقین

"**والذین تبوؤ والدار**۔ آیت کا مال فئی کے ساتھ معطوف ہے، اسی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور مہاجرین کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں خواہ وہ خود فاقہ سے ہوں۔

سابقہ آیت مال فئی پر روشنی ڈالتی ہے اور آیت نمبر 9 میں مال فئی کے ساتھ ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر بھی ہے جنھوں نے اپنے مہاجرین بھائیوں کو اپنے اوپر ترجیح دی۔۔۔ لہٰذا آیت مبارکہ ہی اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتی ہے اگر حدیث مبارکہ نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کر دیا تو کونسا ستم کر دیا بلکہ صحیح بخاری کی حدیث نے مزید اس آیت کا پس منظر واضح کر دیا۔ یہ پس منظر صحیح بخاری کی حدیث میں کچھ اس طرح ہے کہ: ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میں بہت بھوکا ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کے ہاں سے پتہ کرایا لیکن وہاں کچھ نہ ملا پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کوئی ہے جو اس شخص کی مہمانی کرے۔ اللہ اس پر رحم کرے ایک انصاری نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کی مہمانی کرونگا۔ اور یہ اس شخص کو اپنے گھر لے گیا اور اپنی بیوی سے کہا یہ شخص رسول اللہ ﷺ کا (بھیجا ہوا) مہمان ہے لہٰذا جو چیز بھی ہو اسے کھلاؤ۔ وہ کہنے لگیں اللہ کی قسم میرے پاس تو بمشکل بچوں کا کھانا ہے اس انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اچھا یوں کرو بچے جب کھانا مانگنے لگے تو انہیں سلا دو اور جب ہم دونوں کھانا کھانے لگے تو چراغ گل کر دینا۔ اسی طرح ہم دونوں آج رات کچھ نہ کھائی گے (اور مہمان کھالے گا) چنانچہ انہوں نے ایسے ہی کیا۔ صبح جب وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا فلاح مرد اور فلاں عورت پر اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوا۔ (43)

کیا یہ حدیث قرآن کریم کے خلاف ہے نہیں بلکہ قرآن کریم کی آیت کی تشریح و وضاحت کرتی ہے۔

اعتراض نمبر.30:-

جنات کا قرآن سننا:

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تصریح فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی رسول اللہ ﷺ کو مطلع کیا تھا کہ جنات کے ایک گروہ نے بڑی توجہ کے ساتھ قرآن سنا ہے اور وحی حق نے یہ بھی بتایا اس گروہ نے جا کر اپنی قوم سے ذکر کیا اور یہ تصریح سورۃ الجن کے پہلے رکوع اور سورۃ احقاف کے چوتھے رکوع میں ہے۔"**قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن فقالو ا انا سمعنا قرآنا عجبا**۔" لیکن امام بخاری فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو جنات کے قرآن سننے کی اطلاع ایک درخت نے دی تھی۔ (44)

جواب:-

---

[43]۔ الجامع الصحیح، کتاب التفسیر سورۃ الحشر باب 6 رقم الحدیث 4889

[44]۔ قرآن مقدس، ص 105

اگر ہم قرآن و سنت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ضوء النہار کی طرح یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ صحیح بخاری کی مذکورہ حدیث کسی بھی طرح قرآن کے خلاف نہیں بلکہ آپس میں مطابقت رکھتی ہے۔ مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ کئی بار اللہ کے نبی کریم ﷺ کی ملاقات جنوں سے ہوئی ہے۔ سورۃ الاحقاف میں جو کاذکر ہے کہ وحی کے ذریعے اللہ کے نبی کریم ﷺ کو خبر دی گئی کہ جنوں کی ایک جماعت قرآن سن رہی ہے۔ یہ ابتدائی کا واقعہ ہے، حافظ ابن حجرؒ قمطراز ہیں کہ:

"وقصة استماع الجن للقرآن كان بمكة قبل الهجرة"([45])

"یعنی نوں کے قرآن سننے کا واقعہ جو قرآن میں ہے وہ ہجرت سے قبل مکہ کا ہے۔

ایک اور واقعہ صحیح بخاری میں ہی موجود ہے کہ

"عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه كان يحمل مع النبی ﷺ اداوة لوضوءه و حاجته([46])

"ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کے وضوء اور استنجا کی ایک چھاگل پانیکی اٹھا کر چلتے ایک بار یہی چھاگل لیئے آپ کے پیچھے جا رہے تھے اتنے میں آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون آرہا ہے میں کہا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے چند پتھر ڈھونڈ لادے میں ان سے استنجاء کروں گا۔ اور ہڈی اور گوبر نہ لائیو.... آپ ﷺ نے فرمایا (ہڈی اور گوبر) یہ دونوں چیزیں جنوں کی خوراک ہیں اور میرے پاس نصیبین (ایک شہر کا نام ہے) کے جنوں کے قاصد آئے وہ اچھے جن تھے"

اس حدیث میں بھی جنوں س سے ملاقات کی صراحت موجود ہے اور یہ حدیث ہجرت کے بعد کی ہے کیونکہ ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن 7ھ میں ایمان لائے ہیں۔([47])

"وابو هريرة انما قدم على النبی ﷺ فی السنة السابعة المدينة"([48])

یہ دوسرا واقعہ جس میں نبی کریم ﷺ کی ملاقات جنوں سے ہوئی ایک اور حدیث، صحیح بخاری میں ہے جس پر اعتراض کیا گیا ہے۔

"سالت مسروقا من اٰذن النبی ليلة استمعوا القرآن فقال حدثنی ابوک يعنی عبدالله انه اٰذنت بهم شجرة"([49])

"... مسرق بن اجدع سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ کس نے بتلایا کہ جنوں نے رات کو آپ ﷺ کا قرآن سنا انہوں نے کہا تمہارے والد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک درخت نے آپ ﷺ کو خبر دی"۔

---

[45]۔ فتح الباری، ج2176

[46]۔ الجامع الصحیح، کتاب مناقب الانصار باب ذکر الجن، رقم الحدیث 3860

[47]۔ سیر اعلام النبلاء للذھبی جلد 3 ص 513

[48]۔ فتح الباری، تھذیب التھذیب

[49]۔ الجامع الصحیح، کتاب مناقب الانصار باب ذکر الجن رقم 3859

یہ واقعہ اس واقعہ سے مختلف ہے جس کا ذکر قرآن کریم سورۃ الجن اور سورۃ الحقاف میں موجود ہے مصنف نے عام مسلمانوں کو احادیث رسول ﷺ سے گمراہ کرنے کے لئے دونوں کے نزول کو ایک قرار دے کر آپس میں تضاد ثابت کیا اور ثبت کیا کہ ایک دوسرے کے خلاف ہے آیت اور کتب احادیث اور تفاسیر سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تقریباً 6 دفعہ نبی کریم ﷺ کی ملاقات جنوں سے ہوئی۔ جیساکہ ابن کثیرؒ نے وضاحت کی ہے۔([50])۔

"ہم نے اس کے ساتھ (یعنی داوٗدؑ) پہاڑوں کو مسخر کر دیا تھا کہ وصبح وشام لب کے ساتھ (مل کر) تسبیح کرتے تھے"([51])

داوٗدؑ کے ساتھ پہاڑ بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیلبا کرتے تھے۔لب اگر کوئی سوال کرے کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے تو جواباً ہم کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ لب نے فرمایا تو یقیناً صحیح ہے۔اسی طرح سے اگر مجھ سے کوئی سوال کرے گا کہ درجیہ نے نبی کریم ﷺ کو کیسے خبر دی تو میں کہوں گا اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تو حق اور سچ فرمایا۔

اعتراض نمبر.31:۔

ابن مکتوم کا عذر:

اللہ تعالیٰ نے معذور لوگوں کے علاوہ جہاد نہ کرنے والوں پر جہاد کرنے والوں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"للا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر و الجاھدو ن فی سبیل اللہ باموالھم و انفسھم فضل اللہ المجاھدین

"یعنی آیت میں غیر اولی الضرر بھی نازل ہوا تھا جو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالی کو پڑھ کر سنایا تھا معذور بھی سمجھ گئے اور ان کو تسلی بھی ہو گئی. لیکن امام بخاری فرماتے ہیں کہ "**غیر اولی الضرر**" پہلے نازل نہیں ہوا تھا ابن ام مکتوم کے کہنے پر اللہ کے رسول ﷺ نے از خود آیت میں لکھوایا۔۔۔یہ حال ہے بخاری کا کہ اللہ سے متعلق وہ فعل منسوب کیا ہے جو بندوں سے ہی ہو سکتا ہے کہ پہلے بھول جاتے بعد میں یاد آجاتا ہے یا نظر ثانی کرنے سے غلطی ظاہر ہو جاتی ہے۔([52])

جواب:۔

معترض نے جو احادیث پر اعتراض کئے ہیں ان کے جوابات الحمد اللہ قرآن کریم میں ہی موجود ہے۔

جس کا ذکر امام بخاریؒ اپنی صحیح میں فرماتے ہیں کہ مروان بن حکم نے کہا:

---

[50]۔ تفسیر ابن کثیر جلد5ص116 تا120

[51]۔ ایضاً،ص38/18

[52]۔ قرآنی مقدس،ص106-107

"ان زیدبن ثابت اخبرہ "ان رسول اللہﷺ املی علیہ" "لا یستوی القاعدون من المؤمنین"([53])

"ہم کو زید بن ثابت نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو یہ آیت یوں لکھوائی "**لا یستوی القاعدون من المؤمنین المجاھدون فی سبیل اللہ**" ابن ام مکتوم آپ ﷺ کے پاس آئے یہی آیت لکھوار رہے تھے انہوں نے عرض کیا (وہ آنکھ سے معذور تھے) یا رسول اللہ ﷺ! اگر مجھ کو جہاد کی طاقت ہوتی (میں معذور نہ ہوتا) تو ضرور جہاد کرتا اسی وقت اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر وحی بھیجی۔اللہ تعالیٰ نے یہ لفظ اتارا "**غیر اولی الضرر**"

اعتراض نمبر.32:۔

قرآن مقدس کا بیان ہے کہ نماز میں خشوع وخضوع نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی۔لیکن امام بخاری راویوں پر ہی اعتماد کر کے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنی بیٹھ مبارک کے پیچھے اپنے مقتدیوں کے خشوع کو بھی ان کے دلوں میں دیکھ لیا کرتے تھے اور ان کے رکوع اور سجود کو بھی اچھی طرح دیکھا کرتے تھے حالانکہ آپ ﷺ قبلہ رخ ہوا کرتے تھے اس کے باوجود اپنی پیٹھ پیچھے کے حالات اقتداء کرنے والوں کو خوب دیکھا کرتے تھے"**قل ترون قبلتی ھھنا واللہ ما یخفی علی رکوعکم**۔"(1/102)اگر پیچھے مڑ کر دیکھتے تو التفات فی الصلاۃ حرام تھا اور اگر پس پردہ دیکھتے تو پھر علم الغیب ماننا پڑے گا ورنہ کیا مطلب ہوگا؟

جواب:۔

نبی کریم ﷺ کا نماز میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھنا یہ نبی کریم ﷺ کا ایک معجزہ تھا اور معجزہ کہتے ہی انہیں چیزوں کو جو خرق عادت ہوتی ہیں سوال یہ ہے کہ نماز میں التفات یعنی بے جا حرکت کرنا منع ہے تو نبی کریم ﷺ کیونکر دیکھتے تھے؟

تو جواب یہ ہے کہ وہ التفات تھا ہی نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے جس طرح حکم دیا گیا تھا اور نبی کریم ﷺ کا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھنا تو وہ اللہ انہیں دکھاتا تھا بغیر التفات کے۔رہی بات عالم الغیب کی کہ اللہ تعالیٰ غیب جانتا ہے تو نبی کریم ﷺ کو کیسے معلوم ہوتا اس کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا اپنے پیچھے بغیر التفاق صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھنا یہ بطور ایک معجزہ تھا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وما کان لرسول ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ"([54])

"کسی رسول میں طاقت نہ تھی کہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی معجزہ کھاتا"

یعنی اگر کوئی نبی یا رسول سے معجزہ ثابت ہوگا تو وہ اللہ ہی کے حکم سے ہوگا۔نبی کریم ﷺ کا اپنے سے پیچھے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نماز کا دیکھنا یہ بھی ایک معجزہ ہی تھا۔معجزہ کی تعریف علی ابن محمد ابن علی اپنی کتاب **التعریفات** 178 میں لکھتے ہیں کہ:

"معجزہ وہ ہوتا ہے کہ خارق العادہ ہو اور بھلائی اور سعادت کی طرف دعوت دینے والا ہو اور نبوت کی دعوہ کے ساتھ ملا ہوا ہو"

---

[53]۔ الجامع الصحیح، کتاب التفسیر سورہ نساء باب لا یستوی القاعدون، رقم 4592

[54]۔ الرعد 13/38

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جب قریش نے مجھے جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہوا پس اللہ نے بیت المقدس کو میرے لئے ظاہر کر دیا میں نے انہیں اس کی نشانیاں بتانی شروع کیں اور میں اسے دیکھ رہا تھا۔ ([55])

[55]۔ الجامع الصحیح، کتاب المناقب باب حدیث الاسراء رقم الحدیث 3886